صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

سیرت رحمت للعلمین

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(حصہ چہارم)

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

اشاعتی سلسلہ نمبر 09

شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ، چکوال

النور مینجمنٹ چکوال 0334-8706701 0543-421803

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

فہرست عنوانات

وفات شریف آنحضرت ﷺ	3
آنحضرت ﷺ کی صحابہؓ کو وصیتیں	6
اُمّت کے لئے بشارات	7
حضرت عائشہؓ کی فضیلت ......آخری لمحات	8
حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم	15
حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو نمازیں پڑھائیں	16
صدیق اکبرؓ کی امامت میں سترہ نمازیں	16
امام امت کے پیچھے نبیؐ کی اقتداء	17
ابوبکرؓ کی امامت میں حضور ﷺ کی نماز	18
حضرت عزرائیل علیہ السلام کی آمد	20
حضرت جبرئیل علیہ السلام سے باتیں	21
آخری وصیتیں	24
رسول اللہ ﷺ کو کیسے نہلائیں؟	24
۵۵۷ھ کا ایک عظیم الشان معجزہ	26
روضہ مقدسہ میں نقب لگانے والوں کی عبرت ناک موت	26
شیخین کے دشمن بھی ہلاک کر دیئے گئے	28
شیخینؓ جنت کے ٹکڑے میں مدفون ہیں	30

☆☆☆☆

ترتیب و تدوین: حافظ عبدالوحید الحنفی ...... چکوال

ٹائٹل و کمپوزنگ: النور مینجمنٹ، ڈب مارکیٹ چکوال 0543-421803 / 0334-8706701

ناشر: کشمیر بک ڈپو، سبزی منڈی تلہ گنگ روڈ چکوال

عبدالوحید الحنفی

سیرت النبی ﷺ (حصہ چہارم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَهْلُ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ بِفَضْلِهِ الْعَظِیْمِ۔
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔
وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَ خُلَفَائِهِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

وفات شریف آنحضرت ﷺ

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ المتوفی ۵۰۵ھ تحریر فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ کے قول اور فعل اور موت اور حیات اور سب حالات میں عمدہ اقتداء ہے۔ اس لئے کہ آپ کے حالات ناظرین کے لیے عبرت ہیں اور سمجھنے والوں کو موجب بصیرت۔ کیوں کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ ﷺ سے بڑھ کر بزرگ تر نہ تھا۔ آپ ﷺ ہی اُس کے خلیل اور حبیب اور مناجات کرنے والے اور برگزیدہ اور رسول اور پیغمبر ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ آپ کی جب مدت پوری ہوگئی تو ایک گھڑی بھی نہ دی۔ اور وفات شریف کے وقت ایک لحظے کی تاخیر نہ ہوئی۔ بلکہ نزع کے وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس اپنے بزرگ فرشتوں کو جو خلق کی جان نکالنے پر معین ہیں، بھیجا۔ جنہوں نے نہایت جدوجہد اور سرعت کے ساتھ آپ کی

روح پرفتوح کو جسم اقدس اور اطہر سے منتقل کر کے خدائے تعالیٰ کی رحمت اور رضاء اور عمدہ خوبصورت بلکہ مکان خاطر خواہ میں خدائے تعالیٰ کے ہمسایہ میں پہنچا دیا۔ اور اس پر بھی حالت نزع میں کرب آپ ﷺ کے اوپر زیادہ ہوا۔ اور پیہم قلق ہوا۔ اور کلمات شوق زبان پر آئے۔ رنگ متغیر اور پیشانی عرق آلود ہوئی۔ اور دونوں ہاتھ اضطراب مین کہیں کے کہیں پڑے۔ یہاں تک کہ اس کیفیت کو دیکھ کر حاضرین بے تاب اور دیکھنے والے جگر کباب تھے۔تو بتاؤ عہدہ نبوت کے باعث تقدیر ان سے ٹل گئی یا حکم الٰہی نے آپ کے خاندان کا کچھ لحاظ کیا؟ یا آپ ﷺ سے بایں وجہ درگذر کی کہ آپ حق کے مددگار اور خلق کے لیے بشارت اور خوف پہنچانے والے تھے؟ یہ بات کوئی نہیں ہوئی۔ بلکہ جس چیز کا آپ ﷺ کو حکم تھا، اس کی فرمانبرداری کی اور جو لوح محفوظ میں معائنہ فرما چکے تھے، اس کے بموجب کاربند ہوئے۔ یہ آپ ﷺ کا حال ہوا۔ حالانکہ آپ ﷺ خدا تعالیٰ کے نزدیک صاحب مقام محمود اور حوض کوثر ہیں اور آپ ﷺ ہی قبر سے پیشتر اُٹھیں گے اور آپ ﷺ ہی قیامت میں لب سفارش مجرموں کے لیے کھولیں گے۔ شعر

فردا لوائے حمد بدست محمد است
ممبوع اوست و جملہ نہانش متابع ست

پس بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہم کو آپ ﷺ کے حالات سے عبرت

حافظ عبدالوحید الحنفی

نہیں ہوتی۔ اور جو کیفیت ہم پر گذرے گی، اس پر یقین نہیں کرتے۔ بلکہ شہوتوں میں گرفتار اور گناہوں اور برائیوں کے یار رہتے ہیں۔

ہمیں کیا ہوا ہے کہ ایسے سید المرسلین اور امام المتقین اور حبیب ربّ العالمین ﷺ کی کیفیت سے نصیحت نہیں مانتے۔ شاید ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم ہمیشہ رہیں گے یا یہ وہم دامن گیر ہے کہ باوجود بدافعالی کے خدا تعالیٰ کے نزدیک ہم بڑے ہیں۔ بلکہ ہم تو یقیناً جانتے ہیں کہ سب کے سب دوزخ پر وارد ہوں گے۔ اور اس سے بجز پرہیزگاروں کے اور کوئی نہ بچے گا۔ تو ورود میں تو ہم کو کلام نہیں مگر وہاں سے پھر آنے کا ظن غالب کریں تو اپنی جانوں کے دشمن اور ظالم ہیں۔ اس لیے کہ ہم پرہیزگار تو نہیں، پھر وہاں سے پھرنے کا گمان غالب کیسے کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ تو یوں فرماتا ہے:

وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا[1] (سورۃ مریم آیت ۷۱)

ترجمہ: اور تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا اس پر سے گزر نہ ہوا[1]۔ یہ آپ کے ربّ کے اعتبار سے لازم ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔

پس ہر ایک بندہ کو اپنے نفس پر غور کرنا چاہیے کہ وہ ظالموں سے قریب تر ہے یا پرہیزگاروں سے۔ بعد اس کے کہ تم اکابر سلف کی سیرت کو دیکھو۔

[1] ......گزر کسی کا دخولاً کسی کا عبوراً

اپنے نفس پر غور کرو کہ ان لوگوں کا دستور تھا کہ باوجود عنایت ہونے توفیق کے خائف رہتے ہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ کے حال پر غور کرو کہ اپنے واقعہ شریفہ کا یقین رکھتے تھے۔ اس لیے کہ آپ سید المرسلین ﷺ اور متقیوں کے پیشوا تھے۔ اور عبرت حاصل کرو کہ دنیا سے علیحدہ ہونے کے وقت کیسا کرب آپ کو ہوا؟ اور جنت ماویٰ میں تشریف لے جانے کے وقت کیسا سخت معاملہ گزرا؟

آنحضرت ﷺ کی صحابہؓ کو وصیتیں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۲) اور حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے سب ایمانداروں کی ماں یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں وفات شریف کے وقت گئے۔ آپ ﷺ نے ہماری طرف دیکھا اور دونوں آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ پھر فرمایا کہ خوب ہوا، تم خوب آئے۔ خدا تم کو زندہ رکھے اور پناہ دے اور مدد فرمائے۔ میں تم کو خدا تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اور تمہارے باب میں خدائے تعالیٰ سے وصیت کرتا ہوں۔ میں اس کی طرف سے ظاہر ڈرانے والا ہوں۔ وصیت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ پر اس کے شہروں اور بندوں میں چڑھائی نہ کرو۔ اور موت کا وقت آ لگا ہے۔ اور رجوع اللہ کی طرف اور سدرۃ المنتہٰی اور جنت ماویٰ اور بھرپور جام وصال کی طرف ہے۔ تم میری

طرف سے خود اپنے آپ کو اور جو شخص میرے بعد تمہارے دین میں داخل ہو، اس کو سلام اور رحمت خدا کی کہیو۔

اُمّت کے لئے بشارات

اور[1] روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وفات کے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام[2] سے فرمایا کہ میرے بعد میری اُمت کا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل کو وحی بھیجی کہ میرے حبیب کو مژدہ سنا دے کہ میں اس کو اس کی اُمت کے باب میں رُسوا نہ کروں گا۔ اور یہ بھی بشارت دی کہ جو لوگ زمین سے اُٹھیں گے، تو میرا حبیب ان سے اوّل ہو گا۔ اور جب سب اکٹھے ہوں گے تو وہی ان کا سردار ہو گا۔ اور جنت میں جانا اور اُمتوں کا حرام ہے، یہاں تک کہ اس میں اس کی اُمت نہ آ جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور فکر مٹی۔

جانم فدائے تو کہ ترا ہست بیگمان
از عہد تا بہ لحد ہمیں فکر امتاں

(۳) اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں[3] کہ حالت مرض میں ہم کو جناب

عبدالوحید الحنفی

---

[1]...... مسند بزار۔۱۲ ......[2]...... طبرانی در کبیر بروایت جابر و ابن عباسؓ اور اس اسناد میں عبدالمنعم بن ادریس ہے۔۱۲ ......[3]...... دارمی و مسند خود اور اس سند میں ابراہیم بن مختار مختلف فیہ ہے۔۱۲

رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ سات کنوؤں سے سات مشکیں پانی کی منگوا کر نہلائیں۔ ہم نے ایسا ہی کیا۔ آپ کو کچھ آرام معلوم ہوا۔ پھر لوگوں کو نماز پڑھائی اور احد کی لڑائی میں جو لوگ شریک تھے، ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ اور انصار کے باب میں وصیت کی۔ یعنی اس طرح ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین! تم تو بڑھتے جاتے ہو اور انصار ایسے ہو گئے ہیں کہ جس ہیئت پر کہ آج ہیں، اس سے زیادہ نہ ہوں گے۔ وہ لوگ میرے خاص ہیں کہ جن میں، میں نے آ کر جگہ لی۔ بس ان کے محسن کی تعظیم کرنا۔ اور برائی کرنے والے کی خطا سے درگذر کریو۔ پھر فرمایا کہ ایک بندے کو دنیا میں اور خدائے تعالیٰ کے پاس کی چیز کا اختیار دیا گیا۔ اس نے خدا تعالیٰ کی چیز پسند کی۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ روئے اور جانا کہ آپ اپنا ہی حال ارشاد فرماتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر! استقلال کر، گھبرا نہیں۔ یہ دروازے جو مسجد میں کھلے ہیں، سب بند کر دینا مگر ابوبکرؓ کا دروازہ مت بند کرنا۔ اس لئے کہ اپنے نزدیک میں کسی شخص کو یاری میں ابوبکرؓ سے بڑھ کر نہیں جانتا ہوں۔

حضرت عائشہؓ کی فضیلت ...... آخری لمحات

(۴) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی روح پر فتوح نے میرے ہی گھر میں اور میری ہی باری کے دن اور میری ہی گود میں اعلیٰ علیین

کو پرواز فرمایا۔ اور مرنے کے وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کا لعاب اور میرا جمع کر دیا۔ اس طرح کہ اس وقت میرے پاس میرا بھائی عبدالرحمٰنؓ ایک مسواک ہاتھ میں لیے آ گیا۔ آنحضرت ﷺ اس مسواک کی طرف دیکھنے لگے۔ میں سمجھی کہ یہ آپ کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اور آپ ﷺ سے پوچھا کہ اسے آپ ﷺ کے لئے لے لوں۔ آپ ﷺ نے سر مبارک سے اشارہ[۱] فرمایا کہ ہاں۔ میں نے مسواک لے کر آپ ﷺ کو دے دی۔ آپ نے اس کو منہ میں ڈالا تو کڑوی معلوم ہوئی۔ میں نے پوچھا کہ میں نرم کر دوں۔ آپ نے سر سے اشارہ فرمایا کہ اچھا۔ میں نے دانتوں سے ملائم کر دی۔ اور آپ کے سامنے ایک پیالی میں پانی رکھا تھا۔ اپنا ہاتھ اس میں ڈالتے تھے[۲] اور فرماتے تھے: لا الہ الا اللہ، موت کی بڑی سختیاں ہیں۔ پھر آپ نے اپنا دست مبارک اوپر اُٹھا کر فرمایا: رفیق اعلیٰ، رفیق اعلیٰ۔ میں نے تب اپنے دل میں کہا کہ بخدا! اب ہم کو آپ ﷺ نہ پسند کریں گے۔

(۵) اور سعیدؓ بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب انصارؓ نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی طبیعت زیادہ بھاری ہوتی جاتی ہے، تو مسجد شریف کا گرو لیا۔ پس حضرت عباسؓ آنحضرت ﷺ کے پاس تشریف لے گئے اور آپ ﷺ سے جا کر عرض کیا کہ لوگ جمع ہیں اور ڈرتے ہیں۔

---

[۱]...... بخاری و مسلم۔۱۲ ......[۲]...... یہ حدیث ہے، اس کی سند مجھے نہیں ملی۔ اور عبداللہ بن ضرار تابعی ہے اور سعید اس کا بیٹا ضعیف ہے۔

پھر آپ ﷺ کے پاس حضرت فضلؓ گئے اور یہی کہا۔ پھر حضرت علیؓ گئے اور ایسا ہی کچھ عرض کیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ پھیلا کر فرمایا کہ لو پکڑو۔ انہوں نے ہاتھ تھام لیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم کو خوف آپ ﷺ کی وفات کا ہے۔ اور آپ کے پاس مردوں کے اکٹھا ہونے سے ان کی عورتیں بے چین ہو گئیں۔

پس آنحضرت ﷺ اُٹھے اور حضرت علیؓ اور فضل پر سہارا دیئے باہر نکلے۔ اور حضرت عباسؓ آگے آگے تھے۔ اور آپ کا سر مبارک پٹی سے بندھا تھا اور قدم شریف گھسیٹ کر رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ممبر کے سب سے نیچے کے درجہ پر بیٹھ گئے۔ اور لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ لوگو! میں نے سنا ہے کہ تم میری موت سے ڈرتے ہو۔ گویا موت سے نفرت کرتے ہو۔ اور میری موت کا جو انکار کرتے ہو تو کیا میں نے تم کو اپنی موت کی خبر نہیں دی یا تمہاری خبر مرگ نہیں پہنچی؟ جو انبیاء مجھ سے پہلے تم میں بھیجے گئے، ان میں سے کوئی بچا؟ اور تم میں سے ہمیشہ کون رہا ہے؟ سن لو کہ میں اپنے رب سے ملنے والا ہوں اور تم بھی اس سے ملو گے۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ جو لوگ پہلے ہجرت کر کے آئے، ان کے ساتھ بہتری کرنا اور ہجرت کرنے والوں کو آپس میں سلوک کے ساتھ رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ O

ترجمہ: قسم ہے اتر نے دن کی مقرر انسان پر ٹوٹا ہے۔ مگر جو یقین لائے اور کیئے بھلے کام اور آپس میں تقید کیا سچے دین کا اور آپس میں کیا صبر کا۔

اور سب معاملات اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا کرتے ہیں۔ تو ایسا نہ ہو کہ کسی امر کی تاخیر کے باعث تم اس میں جائز ہونے کی درخواست کرو۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کسی کی جلدی کے باعث جلدی نہیں کرتا۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر غالب ہونا چاہے گا، اللہ تعالیٰ اس کو مغلوب کرے گا۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے داؤ چاہے گا، اللہ تعالیٰ اس کو دھوکا دے گا۔ وہ خود فرماتا ہے:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اِنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ (سورۃ محمد آیت۲۲)

ترجمہ: پھر تم سے یہ بھی توقع ہے اگر تم کو حکومت ہو کہ خرابی ڈالو ملک میں اور توڑ و اپنے ناتے۔

اور میں تم کو انصار کے بارے میں خیر کی وصیت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ انہوں نے تم سے پہلے مدینے میں اقامت اور ایمان کا خلوص حاصل کیا۔ تم ان کے ساتھ احسان کرنا۔ دیکھو! انہوں نے اپنے پھل آدھے تم کو دیئے۔ تم کو گھروں میں وسعت کر دی۔ باوجود اپنی حاجت کے اپنی جانوں پر تم کو ترجیح دی۔ یاد رکھو! اگر تم مجھ سے کوئی دو آدمیوں پر بھی حکومت پاوے

۵...... جو شخص آگے پہنچ کر درستی سامان کرے۔۱۲

تو چاہیے کہ ان کے محسن کی طرف سے جو کچھ وہ دیں، قبول کرے۔ اور اگر کوئی ان میں سے کچھ برائی کرے تو اس سے درگزر کرے۔ اور آگاہ رہو کہ ان پر اپنے آپ کو مت ترجیح دینا۔ اور معلوم کرلو کہ میں تمہارا گواہ ہوں اور تم مجھ سے ملنے والے ہو۔ اور خبردار رہو کہ تمہارے وعدہ کی جگہ حوض ہے۔ میری حوض اس سے بھی زیادہ چوڑی ہے جو شام کے بصرہ اور یمن کے صنعاء میں ہے۔ اس میں ایک پرنالہ کوثر کا گرتا ہے۔ جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور جھاگ سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ جو کوئی اس میں سے پانی پیئے گا، کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اس کی کنکریں موتی ہیں اور خاک مشک۔ اگر قیامت میں کوئی اس سے محروم رہا تو تمام خیر سے محروم رہا۔

سن لو! جس کو یہ بات پسند ہو کہ کل کو میرے پاس اس حوض پر آوے، تو چاہیے کہ اپنی زبان اور ہاتھ کو روکے۔ صرف ان سے وہی کام لے جس کے جو لائق کرنے کے ہوں۔

پھر حضرت عباسؓ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ ﷺ! کچھ قریش کے بارے میں بھی لوگوں سے فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا: اس امر یعنی خلافت کی وصیت میں قریش کو کرتا ہوں۔ اور لوگ قریش کے تابع ہیں۔ نیک ان کا نیک کا تابع ہے اور بد بد کا۔ پس اے قریش والو! لوگوں کو خیر کی وصیت کرتے رہنا۔ اے لوگو! گناہ نعمتوں کو بدل ڈالتے ہیں۔ اور اخلاق کو متغیر کر

دیتے ہیں۔ جب لوگ نیکی کریں گے تو ان کے امام بھی ان کے ساتھ نیکی کریں گے، اور جب بدکار ہوں گے تو حاکم بھی ان پر رحم نہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ط

(سورۃ انعام آیت ۱۲۹)

ترجمہ: (۱) اور اسی طرح ہم ساتھ ملا دیں گے، گنہگاروں کو ایک دوسرے کا بدلہ ان کی کمائی کا۔

(۲) اور اسی طرح بعض کفار کو بعض کے قریب رکھیں گے، اُن کے اعمال کے سبب۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(٦) اور حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! کچھ پوچھ لے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا موت قریب آئی؟ آپ نے فرمایا کہ نزدیک ہوئی اور لٹک آئی۔ انہوں نے کہا: اے نبی اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کے پاس کی چیزیں آپ کو مبارک ہوں۔ ہمیں یہ معلوم ہو جاتا کہ آپ کہاں تشریف لے جائیں گے؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اور سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اور پھر جنت ماویٰ اور فردوس اعلیٰ اور جام اوفیٰ اور رفیق اعلیٰ اور بہرۂ پائدار اور عیش خوشگوار کی طرف۔

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ آپ کو غسل کون دے گا؟ آپ نے فرمایا کہ میرے اہل بیت کے مرد جو قریب تر ہوں سب سے، پھر وہ جو اُن سے ذرا دُور ہوں۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ کو کفن کیا دیویں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: میرے یہی کپڑے اور حلیہ یمانی اور مصر کا سفید۔

انہوں نے عرض کیا: آپ پر ہم نماز کیسے پڑھیں؟ ؎

ز درد ہجر تو زہرہ شدہ است آب مگر
کہ سیل اشک ز دیدہ نمیشو موقوف

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے۔ اور تمہارے نبی ﷺ کے عوض میں تم کو جزائے خیر دے۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

جب تم مجھ کو نہلا کر کفناؤ تو چارپائی پر میری اسی حجرے میں قبر کے کنارے رکھ کر ذرا ایک ساعت کو باہر چلے جانا کہ اوّل جو مجھ پر رحمت (درود) بھیجے گا، وہ میرا پروردگار جل شانہ ہے۔ کہ تم پر وہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے رہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو میرے اوپر نماز پڑھنے کی اجازت دے گا۔ تو مخلوق خدا میں سے اول میرے پاس جبرئیلؑ آ کر میری نماز پڑھیں گے۔ پھر میکائیلؑ، پھر اسرافیلؑ، پھر ملک الموت بہت سے فرشتوں سے۔ پھر تمام باقی فرشتے علیہم السلام میری نماز پڑھیں گے۔ پھر تم مجھ پر اندر آ کر نماز پڑھو اور ایک ایک جتھا جدا جدا صلوٰۃ و سلام مجھ پر کہتے جائیو۔ اور میری تعریف کر کے ایذا مت دینا۔ نہ چیخ ماریو، نہ پکار کر روئیو۔

اور مناسب ہے کہ اول امام نماز شروع کرے اور میرے اہل بیت جو قریب تر ہوں، ان کے بعد وہ جو ان سے دور ہوں۔ پھر اسی طرح۔ پھر عورتوں کی جماعتیں اور پھر لڑکوں کے گروہ۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ قبر کے اندر کون اترے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اہل بیتؓ کے کچھ لوگ جو میرے قریب سے قریب ہوں، بہت سے فرشتوں کے ساتھ، کہ تم ان کو نہ دیکھو گے اور وہ تمہیں دیکھیں گے۔ اب میرے پاس سے جا سکتے ہو۔ اور میری طرف سے میرے بعد کے لوگوں کو دین کا حال بتاؤ۔

حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم

(۷) اور عبداللہ بن ربیعہؓ فرماتے ہیں[۱] کہ شروع ربیع الاول میں حضرت بلالؓ نے نماز کے لئے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: ”**مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ**[۲]“ ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھاوے۔ میں باہر نکلا اور دروازے کے سامنے صرف حضرت عمرؓ کو مع چند لوگوں کے دیکھا، جن میں حضرت ابوبکرؓ نہ تھے۔ میں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھاویں۔ حضرت عمرؓ نے اُٹھ کر نماز کے لئے اللہ اکبر کہا۔ چونکہ آپ کی آواز بلند تھی، آنحضرت ﷺ نے آپ کے اللہ اکبر

---

[۱]...... یہ حدیث ابوداؤد نے مختصراً نقل کی ہے۔ یعنی اس میں قول حضرت عائشہؓ کا کہ ابوبکرؓ نرم دل ہے۔ الخ اور شروع ربیع الاول کی قید نہیں۔ اور حضرت عائشہؓ کا قول اور حدیث صحیح ہیں بر روایت عائشہؓ وارد ہے۔

[۲]...... حدیث صحیح، مسند احمد بن حنبل، بیہقی، ابن ماجہ، بخاری، جامع الصغیر البانی حدیث ۵۸۶۶

کہنے کی آواز سنی۔

فرمایا کہ ابوبکرؓ کہاں ہیں؟ عمرؓ کے آگے ہونے کو نہ اللہ مانے گا نہ مسلمان۔ اس جملہ کو تین بار فرما کر ارشاد فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھاوے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ابوبکرؓ ایک نرم دل آدمی ہیں۔ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو گریہ ان پر غالب ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم حضرت یوسفؑ کی ساتھ والی ہو۔ ابوبکرؓ ہی سے کہو کہ نماز پڑھاوے۔

حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو نمازیں پڑھائیں

عبداللہؓ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پڑھانے کے بعد پھر حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھائی۔ پس حضرت عمرؓ مجھ سے کہا کرتے کہ اے ربیعہؓ کے بیٹے! تو نے یہ کیا کیا؟ اگر مجھ کو یہ گمان نہ ہوتا کہ آنحضرت ﷺ نے تجھ کو ارشاد فرمایا ہوگا، تو میں صرف تیرے کہنے سے کبھی نماز نہ پڑھاتا۔ میں کہا کرتا: مجھے اس وقت تم سے بہتر اور کوئی امامت کے لئے نظر نہ آیا۔

صدیق اکبرؓ کی امامت میں سترہ نمازیں

...... اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ اسی طرح نماز پڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں انہوں نے سترہ نمازیں پڑھائیں۔ اس دوران صبح کی ایک نماز میں آنحضرت ﷺ ان کی امامت میں دوسری

رکعت میں شریک ہو گئے۔ اور دوسری یعنی پہلی رکعت آپ نے بعد میں پوری فرمائی۔ (سیرت حلبیہ ج ۳ نصف آخر حصہ ۶ ص ۴۹۷)

امام امت کے پیچھے نبیؐ کی اقتداء

......رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ کسی نبی کو اس وقت موت نہیں آتی، جب تک کہ وہ اپنی قوم یعنی امت کے کسی شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھ لے۔ آپ ﷺ نے یہ بات اس وقت فرمائی تھی، جب آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے پیچھے نماز پڑھی تھی۔ جیسا کہ تبوک کے بیان میں گزر چکا ہے۔ (سیرت حلبیہ ج ۳ نصف آخر حصہ ۶ ص ۴۹۹)

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

(۲) ایک روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مرض وفات کے دوران ایک دن آنحضرت کی تکلیف میں کچھ کمی ہوئی۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ اس وقت ظہر کی نماز کے لئے دو آدمیوں کے سہارے سے باہر مسجد میں تشریف لائے۔ ان دو آدمیوں میں سے ایک حضرت عباسؓ تھے۔

ابوبکرؓ کی امامت میں حضور ﷺ کی نماز

حضرت ابوبکرؓ نے جو اس وقت نماز پڑھا رہے تھے، آپ ﷺ کو آتے دیکھا تو وہ فوراً پیچھے ہٹنے لگے۔ تا کہ آنحضرت ﷺ خود امامت فرمائیں۔ مگر

رسول اللہ ﷺ نے ان کو اشارہ فرمایا کہ وہ پیچھے نہ ہٹیں۔

پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ساتھیوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ ﷺ کو حضرت ابوبکرؓ کے بائیں جانب اور ایک روایت کے مطابق دائیں جانب بٹھا دیا۔

نیز آنحضرت ﷺ نے صدیق اکبرؓ کی کمر میں ٹھوکا دے کر فرمایا کہ تم ہی نماز پڑھاؤ۔ آپ ﷺ نے ان کو پیچھے ہٹنے سے منع فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ دوسرے صحابہؓ کی طرح کھڑے ہوئے نماز پڑھتے رہے، جب کہ آنحضرت ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

یہاں یہ واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے مقتدی کی حیثیت سے نماز پڑھی۔ (سیرت حلبیہ ج ۳ نصف آخر حصہ ۶ ص ۴۹۸)

اگر آنحضرت ﷺ نے صدیق اکبرؓ کو پیچھے ہٹنے سے منع فرمایا تھا، جب کہ خود آپ ﷺ ابوبکرؓ کے بائیں یا دائیں نماز میں شامل تھے، تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ امام کی حیثیت میں برقرار رہے۔

(سیرت حلبیہ ج ۳ نصف آخر حصہ ۶ ص ۴۹۸)

(۸) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جو حضرت ابوبکرؓ کی طرف سے عذر کیا تھا، تو اس کی یہ وجہ تھی کہ وہ دنیا کے راغب نہ تھے۔ علاوہ اس کے خلافت میں اندیشہ اور خطرہ بہت ہے۔ مگر جس کو خدا بچاوے۔ اور یہ بھی خوف تھا کہ لوگ ہرگز نہ پسند کریں گے کہ حضرت ﷺ کی زندگی ہی میں کوئی

حافظ عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

آپ کی جگہ نماز پڑھاوے، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے نماز پڑھانے سے لوگ ان سے حسد کریں گے اور ان سے سرکش ہو جائیں گے اور فال بد کہیں گے۔ مگر چونکہ ہونا وہی ہے جو اللہ چاہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر ایک خوف دنیا اور دین سے محفوظ رکھا۔ اور جس چیز سے میں ڈرا کرتی تھی، اس سے صاف بچایا۔

(۹) اور فرماتی ہیں کہ جب[۱] وہ دن ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی ہے تو لوگوں نے کچھ مزاج مبارک میں صبح کے وقت ہلکا پن اور مرض میں تخفیف پائی۔ اسی لئے سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور خوشی خوشی کاموں میں مصروف ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف عورتیں رہ گئیں۔ ہمارا حال اس روز ایسا تھا کہ توقع اور خوشی جیسی اس روز تھی کبھی پہلے نہ ہوئی تھی۔ اسی اثنا میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس سے باہر جاؤ۔ یہ فرشتہ میرے پاس آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ اور عورتیں تو باہر چلی گئیں اور میں آپ کا سر مبارک گود میں لئے تھی۔ جب آپ بیٹھ گئے تو میں بھی حجرے کے گوشے میں ہو گئی۔ پس آپ نے فرشتے سے بڑی دیر تک سرگوشی کی تھی۔ پھر مجھ کو بلا کر سر مبارک میری گود میں رکھ لیا۔ اور عورتوں سے بھی

---

[۱]...... طبرانی در کبیر بر روایت جابر و ابن عباس باندک اختلاف اور طبرانی نے اس کو برروایت حسین ابن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی نقل کیا ہے۔ مگر سند اول میں عبدالمنعم بن ادریس اور دوسری میں عبداللہ بن میمون متروک الحدیث ہیں۔ ۱۲

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ارشاد فرمایا کہ اندر چلی آؤ۔ میں نے عرض کیا کہ یہ آہٹ تو جبرئیل علیہ السلام کی نہ تھی؟

حضرت عزرائیل علیہ السلام کی آمد

آپ ﷺ نے فرمایا کہ درست ہے۔ اے عائشہؓ! یہ ملک الموت ہے کہ میرے پاس آ کر یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بھیجا ہے اور حکم کیا ہے کہ بدون اذن آپ کے پاس نہ آؤں۔ اگر آپ اجازت نہ دیں گے تو چلا جاؤں گا۔ اور اگر اجازت دیں گے تو اندر آؤں گا اور یہ فرمایا ہے کہ آپ کی روح بدون آپ کے ارشاد کے نہ قبض کروں۔ اب آپ کا ارشاد کیا ہے؟ میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ جب تک جبرئیل علیہ السلام نہ آویں، تب تک مجھ سے علیحدہ رہو۔ اب جبرائیل کے آنے کی ساعت ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ آپ ﷺ نے ایسی صورت پیش کی کہ ہمارے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ تو ہم نے سکوت کیا۔ اور یہ معلوم ہوا کہ گویا ہم سخت آواز کے مارے دنگ رہ گئے ہیں کہ کچھ آپ سے نہیں کہتے۔ اور نہ اس امر کی بڑائی اور ہیبت کے سبب سے کسی کو تاب گویائی کی تھی۔ ہمارے دل رعب سے بھر گئے تھے۔

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک ساعت میں تشریف لائے۔ سلام کیا۔ میں نے ان کی آہٹ پہچانی اور گھر والے نکل گئے اور وہ اندر آئے۔ اور

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ اور وہ آپ کا حال آپ سے زیادہ جانتا ہے۔ مگر چاہتا ہے کہ آپ کی کرامت اور شرف بڑھا کر خلق پر آپ کی بزرگی اور شرافت کامل کر دے۔ اور یہ امر آپ کی امت میں سنت ہو جاوے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام سے باتیں

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے آپ کو دردمند پاتا ہوں۔ حضرت جبرائیل نے کہا کہ آپ ﷺ کو مژدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ جو مرتبے آپ کے لئے تیار کئے ہیں، ان پر آپ ﷺ کو پہنچاوے۔ آپ نے فرمایا کہ اے جبرائیل ملک الموت نے مجھ سے اجازت چاہی اور یہ حال کہا۔ حضرت جبرائیل نے عرض کیا کہ اے محمد ﷺ! آپ کا رب مشتاق ہے اور جو کچھ آپ سے کیا چاہتا ہے وہ میں بتا ہی چکا ہوں۔ بخدا کہ ملک الموت نے آج تک نہ کسی سے اجازت مانگی۔ نہ آئندہ کو کسی سے مانگے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کو آپ کا شرف پورا کرنا منظور ہے۔ اور وہ آپ کا مشتاق ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب تم اس کے آنے تک یہاں سے مت جاؤ۔ یہ فرما کر عورتوں کو اندر بلا لیا۔ اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ میرے پاس آ۔ وہ آپ کے اوپر جھک گئیں۔ آپ نے کچھ ان کے کان میں کہا،

عبدالوحید الحنفی

انہوں نے جو سر اُٹھایا تو آنکھوں میں سے آٹھ آٹھ آنسو نکلتے تھے۔ اور تاب گفتگو نہ تھی۔ پھر فرمایا کہ اپنا سر میرے پاس کو کر۔ انہوں نے منہ سے کان ملایا، پھر کچھ کان میں ارشاد فرمایا۔ پھر جو انہوں نے سر اُٹھایا تو ہنستی تھیں اور بول نہ سکتی تھیں۔ ہم کو اس حال سے تعجب ہوا۔ بعد کو میں نے ان سے ماجرا پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اول بار مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میں آج وفات پاؤں گا۔ اس سبب سے میں روئی۔ اور دوبارہ ارشاد فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے کہ سب سے اول میرے گھر والوں سے تجھ کو مجھ سے ملاوے۔ اور میرے ساتھ رکھے۔ اس لئے میں ہنسی۔ پھر حضرت فاطمہؓ نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو آپ کے پاس کیا۔ آپ نے دونوں کو پیار کیا۔ پھر ملک الموت نے آکر سلام کیا اور اجازت مانگی۔

آپ ﷺ نے اجازت دی۔ اور فرمایا کہ آپ مجھ کو میرے رب سے ابھی ملا دو۔ انہوں نے عرض کیا: آج ہی ملا دوں گا۔ اور تمہارے رب کا یہ حال ہے کہ تمہاری طرف مشتاق ہے۔ اور جتنا تردد آپ کی طرف سے پروردگار کو ہے، اتنا اور کسی کی طرف سے نہیں کیا۔ اور مجھ کو بدون اجازت کے اندر جانے سے کسی کے پاس منع نہیں فرمایا بجز آپ کے۔ لیکن آپ کی ساعت آپ کے آگے ہی ہے۔ یہ کہہ کر چلے گئے۔ اور حضرت جبرائیل آئے اور عرض کیا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ، یہ میرا زمین پر آخر کا اترنا ہے۔ پھر کبھی نہیں اتروں گا۔ وحی بھی تہ ہوئی اور دنیا میں بھی زمین میں مجھ کو

آپ کے سوا کوئی کام نہ تھا۔ نہ بجز آپ کی حضوری کے اور کوئی غرض۔ ؎

رفت از بوئے سر زلف تو خلقے بچمن
ورنہ کی بوئے نسیم سحری بود غرض

اب میں ہوں اور میری جگہ ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بخدا گھر میں کسی کو تاب ایک لفظ نہ بولنے کی تھی۔ اور نہ کوئی مردوں کو بلاتا تھا۔ اس لئے کہ جبرائیل کا یہ کلام نہایت درجہ کو بڑا معلوم ہوتا تھا۔ اور ہم سب خائف وترسان تھے۔ پھر میں نے اُٹھ کر آپ کے سرِ مبارک کو اپنی گود میں رکھ لیا اور آپ کے سینہ مبارک کو تھام لیا۔ اور آپ ﷺ کو بے ہوشی شروع ہوئی۔ یہاں تک کہ دبا دبا لیتی تھی۔ اور آپ کی پیشانی میں سے اتنا پسینہ ٹپکتا تھا کہ میں نے کسی آدمی کے اتنا نہیں دیکھا۔ اور اپنی انگلی سے اس کو پونچھتی جاتی تھی۔ اور کوئی خوشبو میں نے اس سے زیادہ نہیں دیکھی۔ اور جب آپ کو افاقہ ہوتا تو میں کہتی کہ میں اور میرے ماں باپ اور گھر بار سب آپ پر فدا ہوں، آپ کی پیشانی اتنا پسینہ کیوں دیتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ! مومن کی جان پسینے کے ساتھ نکلتی ہے اور کافر کی جان باچھوں کی راہ گدھے کی جان کی طرح نکلتی ہے۔ اس وقت ہم ڈر گئے اور اپنے اپنے گھر آدمی بھیجا۔ تو اول شخص جو ہمارے پاس آیا، میرا بھائی تھا۔ مگر آپ سے مل نہ سکا۔ اس کو میرے ماں باپ نے میرے پاس بھیجا تھا۔ اس کے آنے سے پہلے آنحضرت ﷺ

تشریف فرمائے خلد بریں ہو چکے تھے۔غرض کوئی نہ آنے پایا تھا۔کہ آپ کی روح عرش بریں کو پرواز کر گئی۔اور خدائے تعالیٰ ہی نے لوگوں کو آپ کے پاس نہ آنے دیا۔اس لئے کہ جبرائیل اور میکائیل کو آپ کا معاملہ سپرد فرمایا تھا۔اور جب آپ کو بیہوشی ہوتی تھی تو یہی فرماتے تھے: **بَل رَّفِیْقِ اَعْلٰی** ط

آخری وصیتیں

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کئی کئی بار اختیار دیا جاتا تھا۔اور جب طاقت گفتار ہوتی تھی تو فرماتے تھے کہ نماز نماز۔تم لوگ ہمیشہ جمے رہو گے جب تک نماز اکٹھے پڑھو گے۔نماز کی وصیت مرتے دم تک فرماتے رہے۔ اور نماز نماز کہتے رہے۔

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

رسول اللہ ﷺ کو کیسے نہلائیں؟

(۱۰) اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب لوگ آپ کے نہلانے کو جمع ہوئے تو آپس میں کہا کہ ہم کو معلوم نہیں کہ رسول خدا ﷺ کو کیسے نہلاویں؟ یعنی ان کو نہلاویں جیسا اور مردوں کو نہلایا کرتے ہیں یا کپڑوں سمیت نہلاویں۔اسی تردد میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند بھیجی۔ یہاں تک کہ کوئی آدمی ایسا نہ رہا جو نہ سوتا ہو۔پھر کسی کہنے والے نے جس کا حال معلوم نہیں کہ کون تھا؟ کہا: آنحضرت ﷺ کو مع کپڑوں کے نہلاؤ۔اس میں سب

چونک پڑے۔ اور اسی آواز غیب کے بموجب عمل کیا۔ اور آپ کو قمیص میں نہلایا۔ اور غسل سے فارغ ہو کر کفن پہنایا۔

(۱۱) اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کے قمیص کو اتارنا چاہا۔ ہم کو آواز ہوئی کہ رسول خدا ﷺ کا کرتا مت اتارو۔ ہم نے ویسے ہی رہنے دیا۔ اور کرتہ پہنے ہی نہلایا جس طرح اپنے مردوں کو لٹا کر نہلاتے تھے۔ ہم اگر آپ کے کسی عضو کو بدلنا چاہتے تھے۔ تو ہم کو ذرا بھی دقت نہ ہوتی تھی، وہ عضو بدل جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے غسل سے فارغ ہو جاتے تھے۔ اور ہم کو گھر میں ہوا کی سنسناہٹ سنائی دیتی تھی۔ اور آواز نہ آتی تھی۔ کہ رسول خدا کے ساتھ نرمی کرو۔ کہ تم کو کچھ کرنا نہیں پڑے گا۔ تو وفات آنحضرت ﷺ کی اس طرح پر تھی۔ آپ نے نہ کوئی بالوں کا کپڑا چھوڑا نہ اون کا۔ جو تھا وہ سب آپ کے ساتھ دفن ہو گیا۔ ابو جعفرؒ کہتے ہیں[۱] کہ لحد میں آپ کا بستر اور چادر بچھائی گئی اور اس کے اوپر آپ کے وہ کپڑے ڈالے گئے جو آپ زیب تن فرماتے تھے۔ پھر ان کے اوپر آپ مع اپنے کفن کے رکھے گئے۔ غرض کہ اپنی وفات کے بعد آپ نے کچھ مال نہ چھوڑا اور نہ زندگی میں مکان کی نیت سے اینٹ پر اینٹ رکھی، نہ نَے پر نَے۔ تو آپ کی وفات میں عبرت کامل اور مسلمانوں کے واسطے عمدہ اقتداء ہے۔

(احیاء العلوم اردو ج۴ ص۷۶۱ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

۱......ابن سعد در طبقات بروایت محمد بن عمر واقدی بسند ضعیف مرسلاً۔۱۲

۵۵۷ھ کا ایک عظیم الشان معجزہ

روضہ مقدسہ میں نقب لگانے والوں کی عبرت ناک موت

شیخ نورالدین علی بن احمد المصری السمہودیؒ (متوفی ۹۱۱ھ) نے اپنی کتاب ''وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ'' میں یہ عبرت ناک واقعہ تفصیل سے لکھا ہے۔ بخوفِ طوالت ہم اس کی عربی عبارت حذف کر کے صرف اس کا خلاصہ پیش کریں گے۔

سلطان نورالدین زنگی شہید رحمۃ اللہ علیہ مصر کا ایک غازی، متقی اور عادل بادشاہ گذرا ہے۔ ابن اثیرؒ نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ میں نے اسلام کے پہلے اور اسلام کے بعد کے اپنے دور تک کے سلاطین کی تاریخوں میں مطالعہ کیا ہے، لیکن خلفائے راشدینؓ اور حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کے بعد میں نے نورالدین عادل بادشاہ سے بہتر سیرت والا کوئی بادشاہ نہیں دیکھا۔ سلطان نورالدینؒ عبادت گذار اور شب بیدار حکمران تھا۔ یہ ۵۵۷ھ کا واقعہ ہے کہ ایک رات تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر سلطان موصوف سو گیا تو خواب میں حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے نیلی نیلی آنکھوں والے دو آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے سلطان سے فرمایا کہ مجھے ان سے بچاؤ۔ اس خواب کے بعد سلطان پھر سو گیا تو پھر آنحضرت ﷺ نے وہی ارشاد فرمایا۔ لیکن سلطان نہ سمجھ سکا۔ اور پھر سو گیا۔ تو تیسری بار آنحضرت

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

ﷺ نے وہی ارشاد فرمایا۔ اس پر سلطان گھبرا گیا۔ اور اپنے ایک صالح وزیر جمال الدین موصلی سے اس خواب کا ذکر کیا تو اس نے مشورہ دیا کہ جلدی مدینہ منورہ کی طرف چلنا چاہیے۔ سلطان نے بیس (۲۰) راز دار خدام ساتھ لئے اور تیز رفتار اونٹوں پر کثیر مال واسباب لاد کر مدینہ منورہ روانہ ہو گیا۔ اور سولھہ (۱۶) دن کے بعد وہ مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ باوضو ہو کر روضہ مقدسہ پر حاضری دی اور پھر مسجد نبوی میں بیٹھ گیا۔ وزیر موصوف نے اعلان کر دیا کہ سلطان اہل مدینہ کے اکرام میں انعامات دینا چاہتا ہے، اہل مدینہ سلطان کے پاس آ کر انعام وصول کرتے رہیں۔ وہ سب کو اس نظر سے دیکھتا رہا کہ خواب میں آنحضرت ﷺ نے جن دو شخصوں کے متعلق فرمایا ہے، ان میں وہ کون ہیں؟ آخر تک جب وہ دو شخص نظر نہ آئے تو پریشان ہوا اور دریافت کیا کہ کیا کوئی اور شخص باقی رہ گیا ہے۔ تو اس کو بتایا گیا کہ صرف دو شخص باقی رہ گئے ہیں، جو نہیں آتے۔ اور وہ کسی سے کوئی چیز نہیں لیتے۔ وہ صالح بزرگ اور دولت مند ہیں۔ وہ خود محتاجوں پر اکثر صدقہ کرتے رہتے ہیں۔ یہ بات سن کر سلطان کو شرح صدر حاصل ہو گیا۔ اس نے کہا کہ ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ لائے گئے۔ ان کو دیکھتے ہی سلطان نے پہچان لیا کہ یہ وہی دو شخص ہیں جن کی آنحضرت ﷺ نے نشان دہی فرمائی تھی۔

سلطان نے ان سے دریافت کیا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ تو

عبدالوحید

انہوں نے جواب دیا کہ ہم مغربی ممالک کے رہنے والے ہیں۔ حج کرنے کے لئے آئے تھے۔ پھر ہم نے رسول اللہ ﷺ کے قرب میں رہنا پسند کرلیا۔ پھر سلطان نے پوچھا کہ تم کہاں مقیم ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم رباط (سرائے) میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ سلطان ان کو وہاں لے گیا۔ ان کے حجرے میں جا کر غور وفکر کیا تو ثابت ہوا کہ انہوں نے فرش کی چٹائی کے نیچے سے سرنگ نکالی ہوئی تھی۔ اس پر سلطان نے جب ان کی سخت پٹائی کی تو انہوں نے حقیقت حال بتا دی کہ ہم نصرانی (عیسائی) ہیں۔ عیسائیوں نے ہم کو اس مقصد کے لئے مال کثیر دے کر بھیجا ہے کہ ہم روضہ مقدسہ سے جسد مبارک نکال کر لے جائیں۔ وہ رات کو سرنگ کھودتے تھے اور مٹی جنت البقیع میں ڈال دیتے تھے۔ سلطان نے ان کی گردنیں اُڑا دینے کا حکم دیا۔ اور وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ پھر سلطان نے روضہ نبوی کے اردگرد پانی تک کھدوائی کرا کے اس کو سیسہ پگھلا کر بھر دیا۔ تاکہ کوئی بدبخت دشمن رسالت مآب ﷺ کے روضہ مقدسہ کی آئندہ نقب زنی کی ناپاک جسارت نہ کر سکے۔

(وفاء الوفاء جلد اول ص ۶۴۸ تا ۶۵۰ مطبوعہ بیروت)

شیخین کے دشمن بھی ہلاک کر دیئے گئے

شیخ سمہودی مصریؒ نے ایک اور عجیب وغریب واقعہ شیخ محبّ الطبری کی کتاب ''الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ'' کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حلب (ملک شام) کے رہنے والے کچھ لوگ امیر مدینہ کے پاس آئے اور

اس کو زرِ کثیر سے نواز کر اپنا یہ راز بتایا کہ وہ روضہ نبویؐ میں سے شیخین (یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ) کے اجساد نکال کر اپنے وطن لے جانے کا منصوبہ رکھتے ہیں۔ اور تخریب کاری میں انہوں نے امیر مدینہ کی معاونت حاصل کر لی۔ مسجد نبوی کے جو خادم خاص تھے اور جن کا نام صوآب تھا، ان کو بلوا کر کہا کہ میرے مہمان آئے ہوئے ہیں۔ وہ رات کو زیارت کے لئے آئیں گے۔ ان کے لئے مسجد نبویؐ کا دروازہ کھول دینا۔ اور وہ جو کچھ بھی کریں، ان سے مزاحمت نہ کرنا۔ اس سے حضرت صوآبؒ کو بڑی پریشانی ہوئی۔ رات کو مسجد نبوی میں دعائیں کرنے لگے۔ قریباً آدھی رات کو باب السلام کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ آپ دروازہ کھول کر ایک طرف بیٹھ گئے۔ دروازہ سے چالیس (۴۰) آدمی داخل ہوئے، جن کے پاس بیلچے، کدالیں اور مٹی پھینکنے والے ٹوکرے تھے۔ اور روشنی کے لئے شمع بھی تھی۔ وہ لوگ روضہ مقدسہ کی طرف بڑھے۔ ابھی وہ منبر شریف تک نہیں پہنچے تھے کہ زمین ان کو تمام آلات سمیت نگل گئی۔ اور ان کا کوئی نشان باقی نہ رہا۔ ادھر امیر مدینہ ان کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔ جب ان کی واپسی میں بہت دیر ہوگئی تو اس نے شیخ صوآبؒ کو بلایا۔ آپ حاضر ہوئے تو اس نے ان لوگوں کے متعلق دریافت کیا تو شیخ صوآبؒ نے اس کے سامنے سارا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ خود جا کر دیکھ لیں کہ ان کا کوئی نشان تک باقی نہیں رہا۔

(وفاء الوفاء جلد اول ص ۶۵۳)

حافظ عبدالوحید الحنفی

یہ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے، جو حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں ظہور پذیر ہوا۔ جس جگہ وہ چالیس اعدائے شیخین دھنسائے گئے تھے، وہاں بعد کی حکومتوں کی طرف سے بطورِ علامت سیاہ پتھر فرش میں لگایا گیا ہے تاکہ زائرین اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں۔ اور ہم نے خود وہ نشان دیکھا ہے۔

شیخینؓ جنت کے ٹکڑے میں مدفون ہیں

آنحضرت ﷺ کے ساتھ روضہ مقدسہ کے اندر حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی قبریں ہیں۔ اور خود حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ وَ مِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ (مشکوٰۃ شریف بحوالہ بخاری و مسلم)

(ترجمہ:) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو ٹکڑا ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور میرا منبر حوض پر ہے۔

علامہ علی قاری حنفی محدث اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

المراد فی بیت بیت سکناه و قیل قبره لما جآء فی حدیث آخر ما بین قبری و منبری ولا منافاة بینهما لان قبره فی بیته

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

(ترجمہ:) بیت (گھر) سے مراد وہ گھر ہے جس میں حضور ﷺ رہائش رکھتے تھے۔ اور بعض نے کہا کہ گھر سے مراد قبر ہے۔ اور ان دونوں قولوں میں کوئی منافات نہیں ہے۔ کیوں کہ قبر نبوی آپ کے گھر میں تھی۔

یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک اسی حجرہ میں ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ اور اس میں رحمۃ للعالمین ﷺ نے اپنی آخری بیماری کے دن گزارے اور اسی میں وصال ہوا۔ اور یہی اب روضہ مقدسہ ہے۔ اور یہ شرف بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ کو حاصل ہے کہ آپؓ کا حجرہ قیامت تک کے لئے روضہ مقدسہ بن گیا۔

(۲) علامہ علی قاریؒ محدث اس حدیث کی شرح میں امام مالکؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

الروضة قطعة نقلت من الجنة و سنعود اليها و ليست كسائر الارض تغنى و تذهب قال ابن حجر و هذا عليه الاكثر و هى من الجنة الان حقيقة و ان لم تمنع نحو الجوع لا تصافها بصفة دار الدنيا الخ (مرقات شرح المشکوٰۃ ج دوم ص ۱۹۱)

(ترجمہ:) یہ روضہ ایک ایسا ٹکڑا ہے جو جنت سے لایا گیا ہے اور پھر جنت میں لوٹ جائے گا۔ اور یہ زمین کے دوسرے ٹکڑوں کی طرح نہیں ہے کہ فنا ہو جائے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اکثر کا یہی قول ہے اور یہ ٹکڑا حقیقتاً جنت کا ہے اور گو جنت میں کسی کو بھوک پیاس

عبدالوحید الحنفی

نہیں لگے گی، لیکن زمین پر یہ جگہ بھوک پیاس کو نہیں روکتی کیوں کہ یہاں اس ٹکڑے کو زمین کی صفت اور تاثیر عطا کر دی گئی ہے۔

اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ شیعہ مذہب کی مستند ترین کتاب حدیث فروع کافی جلد اول میں بھی حدیث کے یہی الفاظ امام جعفرؒ صادق سے مروی ہیں جو اہل سنت کی بخاری اور مسلم میں ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہ عَلَیْہِ السَّلَامَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَۃ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃ

(ترجمہ:) ابو عبداللہ یعنی امام جعفر صادق سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو ٹکڑا ہے، وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

اور علامہ علی قاری حنفیؒ نے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کا یہ قول بھی پیش کیا ہے کہ:

ان فیہ قطعۃ من ...... ارض الجنۃ کما صح فی الحجر الاسود

مسجد نبویؐ میں ایک ٹکڑا ایسا ہے جو دراصل جنت کی زمین ہی کا ایک ٹکڑا ہے جیسا کہ حجر اسود کے بارے میں یہ بات صحیح ہے کہ یہ جنت کا ٹکڑا ہے جو زمین پر لایا گیا ہے اور قیامت میں پھر جنت میں شامل ہو جائے گا۔

(ماخوذ 'بعثت نبویؐ' از مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ، ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور ج ۲ ش ۳)

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَ سَرْمَدًا

☆☆☆☆

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی